خیبر پختونخوا کے روایتی اور علاقائی کھیل

سید ظفر اللہ بخشالی*

The article explains the importance of sports and mental games among the Pakhtuns in Khyber Pakhtunkhwa Province. The main theme of the paper is to discuss the various traditional games that exist in towns and villages of the KPK. The study aims at analyzing different dimensions of physical games and its positive impact on a traditional society. An attempt would be made to explain a number of most popular traditional games and sports among the Pakhtuns. These physical exercises in the form of sports show the degree of mental and physical training of a Pakhtun child. Moreover, these games would be discussed in its proper historical and local contexts. Reference from Pakhto poetry are given to better comprehend the meaning of a particular game.

انسانی تاریخ میں کھیل کا میدان نہایت وسیع و عریض ہے، جہاں انسان مہد سے لحد تک مختلف کھیلوں سے اپنے جی کو بہلاتا رہتا ہیں۔ جنس، عمر اور علاقے کی نسبت سے مختلف کھیلوں کی تقسیم یوں کی گئی ہے:

۱- بچوں کے کھیل ۲- بڑوں کے کھیل ۳- مختلف علاقوں کے کھیل

اس کے علاوہ قومی اور بین الاقوامی کھیل بھی علاقائی کھیلوں کے زیر اثر تشکیل دیے جاتے ہیں۔ جیسے کبڈی، کرکٹ اور گلی ڈنڈا وغیرہ۔کھیلوں کی دو اقسام ہیں۔ جسمانی کھیل اور ذہنی کھیل۔ جیسے لڈو اور تاش وغیرہ۔جب بھی کوئی قوم اپنے ارتقائی مراحل سے گزرتی اور اُس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو وہ قوم سنجیدگی سے ڈٹ کر مصائب و آلام کا مقابلہ کرتی ہے اور جب کبھی خوشی کا موقع آتا ہے

---

* ایم فل سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف پختو، یونیورسٹی آف پشاور، خیبر پختونخوا۔

تو وہی قوم خوشی کا اظہار اپنے مخصوص رسوم و روایات اور طریقوں سے کرتی ہے۔ اسی حوالے سے پختون قوم اتنڑ، ناچ اور موسیقی اور اسی طرح دیگر کھیلوں سے خوشی کا اظہار کرتی ہے۔''اتنڑ'' کے حوالے سے امین تنہا لکھتے ہیں: اس منفرد رقص کو پختونوں کے لوک رقص میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ یوں تو خٹک رقص ملکی اور بین الاقوامی سطح پر پختونوں کے رقص کی نمائندگی کرتا ہے لیکن اتنڑ ایک ایسا رقص ہے جو تقریباً پختونوں کے تمام قبیلوں میں ہوتا ہے۔[۱]

اسی طرح ناچ بھی تہذیب اور وقار کے دائرے میں رہتے ہوئے ہماری ثقافت کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ پختون اکثر خوشی کے مواقعوں پر ناچ کی محافل بپا کرتے ہیں۔ پچھلے زمانے سے مختلف پختون علاقوں اور قبائل میں مختلف قسم کے رقص ہیں۔ یہی رقص یا ناچ تمام پختونوں کی مشترکہ میراث ہیں جس میں ہر کوئی حصہ لے سکتا ہے۔ ناچ بھی پختونوں کی دل لگی کے ساتھ ساتھ کھیلوں کا ایک اہم حصہ ہے۔

کھیل نہ صرف جسمانی نشو و نما کے لیے ضروری ہیں بلکہ اس سے ذہنی صلاحیتیں بھی بڑھتی ہیں اور آنے والے وقتوں کے لیے بھی خوشگوار اثرات چھوڑتے ہیں۔محمد نواز طاہر لکھتے ہیں:

> یہ کھیل کبھی دن کی روشنی کبھی رات کی چاندنی اور کبھی تاریکی میں کھیلے جاتے ہیں۔ اس میں کچھ دریائی اور کچھ صحرائی کھیل ہیں۔ اس میں گرمیوں، سردیوں، بہار اور خزاں کے کھیل جدا جدا ہیں۔ میدان کے کھیل، بچوں کے کھیل، گھر اور حجرے کے کھیل الگ الگ رنگ کے ہیں لیکن یہ تمام کھیل بچے کی صحت اور کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[۲]

کوئی بھی قوم خواہ وہ کسی بھی قبیلہ زندگی گزارنے کے لیے اپنے مخصوص طریقے رکھتی ہے۔ اِنہی طریقوں سے عوام کی نفسیات رسم و رواج اور اچھے بُرے کی پہچان ہوتی ہے۔ بچوں کے کھیل بھی ایسی تہذیب و تمدن کا حصہ ہیں جو بچوں کے جسمانی، معاشرتی اقدار، کسی قوم کی زبانی ثقافتی اور معاشرتی ترقی کا ذریعہ ہیں۔ ہم جن کھیلوں کا ذکر کرنے جا رہے ہیں وہ پختون ثقافت کا حصہ ہونے کے ساتھ ساتھ فوک لور (Folk lore) میں بھی شامل ہیں۔ فوک لور کو ہم زبانی ادب (Verbal literature) کا نام دیتے ہیں۔کھیل بھی فوک ثقافت کا اہم لازمی جزو ہیں۔ اس بات کی وضاحت پروفیسر داور خان داور نے اپنی کتاب میں اس طرح کی ہے: ''فوک لور(Folks lore) انگریزی زبان کا ایک مرکب کلمہ ہے جو دوکلموں فوک (Folk) اور لور (Lore) سے بنا ہے۔ فوک کا معنی

ہے عوام اور لور کا معنی ہے سمجھ بوجھ یا جاننا۔[۳]

اسی طرح اس پورے کلمے کا مطلب ہوا عوام کی سمجھ بوجھ یا جاننا۔ ادبی اصطلاح میں فوک لور کسی قوم کی رسم و رواج، روایات، تہذیب، تمدن، توہمات، تعصبات اورعقائد، اچھے بُرے، خوشی، غمی، پسند ناپسند، تجربات اور مشاہدات اور بہت کچھ چیزوں کا نام ہے۔

فوک لور بنیادی طور پر تین قسم کا ہے (۱)مادی فوک لور (۲)نیم مادی فوک لور (۳)لفظی یا غیر مادی فوک لور[۴]۔ اسی طرح کھیل مادی فوک لور میں ایک اہم جزو ہیں جو پختون ثقافت اور رسم و رواج کا کردار ادا کرتے ہیں۔ یہاں سب سے پہلے پختونوں میں بچوں کے کھیلوں کے بارے میں تفصیل کے ساتھ بات کرتے ہیں۔

۱- تورمَحی بابا

جب وطن میں خشک سالی کا موقع آتا تو لڑکے کپڑے اتار کر جانگیہ پہنتے ہیں ایک لڑکا آگے آگے جاتا سب اپنے چہروں کو کالا کرتے ہیں آگے والا لڑکا یہی آوازیں نکالتا کہ ''تورمَحی بابا مانگتا ہے، منہ پر تھپڑ مانگتا ہے، اللہ کے نام پر ایک چلو دانہ دے دیں، اے اللہ خوب بارش برسا''۔ گھروں میں خواتین چھوٹے بچوں کو پیسے یا دانے دے کر ان لڑکوں کو دیتے تھے ان پیسوں سے یہ لڑکے میٹھی چیزیں خریدتے۔ ان آوازوں کے ساتھ بارش کے لیے دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ ڈاکٹر یاسین اقبال یوسفزئی لکھتے ہیں:

> تورمَحی بابا اجتماعی ہمدردی، درد دل اور عوام کے ساتھ محبت کے اظہار کا ایک کھیل ہے۔ جس میں کھیل کے دوران اپنائیت اور شناخت پیدا ہوتی ہے اور اردگرد کے ماحول میں بھی وہ جانے جاتے ہیں۔ بچوں میں اجنبی لوگوں کے درمیان بات کرنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے اور پانی کی قحط سالی کی وجہ سے بچوں کے جسموں میں پانی کی جو کمی واقع ہوئی ہو وہ بھی کافی حد تک پوری ہوتی ہے۔[۵]

۲- دربلی یا بانی پنغ

اس کا مطلب یہ ہے کہ گھر کے دامن میں ایک بڑی لکڑی گاڑھ دیتے تھے۔ اُس کے سر پر لوہے کی ایک بڑی کیل ٹھونک دیتے تھے اُس پر چھوٹی لکڑی کے ٹکڑے رکھ کر اُس کے ساتھ رسیاں آویزاں کرتے تھے ان رسیوں پر لڑکے اور لڑکیاں جھولتے تھے۔ پہلے پہل پشتوں میں اس کو دربلی، اور اب بانی پنغ کہتے ہیں۔ اس حوالے سے پشتو کا ایک شاعر یوں گویا ہوتا ہے۔

او چور لولم ژوند دبانیِ چغ به شان

څکه خورا باندې سترکې تورې دی۶

ترجمہ: مجھے زندگی نے بانی چغ کی طرح گھمایا اس لیے تو میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا ہوا ہے۔

۳- پرزولی اور کبڈی

یہ کھیل ہمارے علاقوں میں بڑے شوق سے کھیلے جاتے ہیں۔ بہار کا موسم کبڈی کھیلنے کا خاص موسم ہے۔ جب بہار کے موسم میں تمام زمیندار اور عام لوگ فارغ ہوتے ہیں تو شام کے وقت وہ ایک بڑے میدان میں جمع ہوتے ہیں۔ کبڈی کیلئے ٹریکٹر کی مدد سے زمین کو خاص طور پر تیار کر لیا جاتا ہے۔مٹی کو نرم کیا جاتا ہے تا کہ جوانوں کو کھیلنے میں دشواری نہ ہو۔ جوان لڑکے میدان میں اُترتے ہیں۔ کھلاڑیوں کی تعداد ۱۰ سے ۲۰ تک ہوتی ہے۔ میدان کے درمیان میں ایک لکیر کھینچی ہوئی ہوتی ہے۔ لڑکے دو ٹیموں میں تقسیم ہو کر لکیر کے دونوں جانب کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک جوان دوسری طرف جاتا ہے، مُنہ سے ''کت کت'' پکارتے ہوئے ٹیم کے مخالف کھلاڑیوں کو للکارتا ہے۔ مخالف ٹیم اُسے قابو کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہاں دونوں کھلاڑیوں کے زور کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کھیل انتہائی جوش و جذبے کا ہے اور اردگرد کے سبھی گاؤں اس میں حصہ لیتے ہیں۔ آج کل پاکستان میں کبڈی کا کھیل قومی سطح پر کھیلا جاتا ہے۔ پاکستان نے پچھلے دنوں انڈیا کو ہرا کر ایشین چیمپئن ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اِس قسم کا دوسرا پرزولی کا کھیل رات کے وقت حجروں میں کھیلا جاتا ہے اس میں کافی ہنرمندی سے کام لیا جاتا ہے۔

۴- مؤخہ

موخہ مردان اور صوابی کا ایک تاریخی کھیل ہے، جو خاص مواقعوں پر کھیلا جاتا ہے۔ یہ کھیل دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ہر ٹیم کے ۱۰،۱۰ کھلاڑی اس میں حصہ لیتے ہیں۔ اس میں ایک لیڈر بھی ہوتا ہے۔ اس کھیل میں مٹی سے ایک بُت بنایا جاتا ہے اور ۲۰ گز کے فاصلے پر اُسے تیر کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یہ تیر بانس یا لکڑی سے بنا ہوتا ہے اور ایک خاص قسم کی غُلیل سے اس پہ وار کیے جاتے ہیں۔ آخر میں کھیل کے ریفری (مشران) ہار جیت کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اس کھیل کے لیے وقت کا تعین پہلے سے کیا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ شام کے وقت شروع ہو کر رات گئے تک جاری رہتا ہے۔

۵- پٹہ گیمی

یہ بھی پختون بچوں کا ایک کھیل ہے جو زمانہ قدیم سے اسی نام سے جانا جاتا ہے۔ اس میں بھی ہر ٹیم میں اپنے اپنے لیڈر ہوتے ہیں۔ دوسرے کھلاڑی دو قطاروں میں بیٹھ جاتے ہیں پتھر کی ایک گٹی ہوتی ہے جسے وہ ایک لڑکے کے پیچھے رکھتا ہے اور ہر کسی سے پوچھتا ہے کہ گٹی دو جب وہ واپس اُس لڑکے تک پہنچتا ہے تو اُسے دو تین چانٹے رسید کرتا ہے وہ لڑکا بھاگ جاتا ہے اس طرح وہ دوسرے لڑکے آوازیں نکالتے ہیں اور ہنستے ہیں۔

۶- سخی سخی کرنا

سخی کا لفظی معنی نر بچھڑے کا ہے۔ لیکن یہ نام پختون بچے ایک کھیل کے حوالے سے جانتے ہیں۔ یہ ایک مشہور کھیل کا نام ہے۷۔

غواپی دی سخی وی کھ پردې وی

ترجمہ: گائے کے پیچھے بچھڑا چاہیے اپنے پرائے سے ماورا ہو کر

یہ پختونوں کے چھوٹے بڑوں کا مشترکہ کھیل ہے اس کھیل میں بھی ہر طرف ایک لیڈر ہوتا ہے۔ اس کھیل میں کھلاڑی سیدھی ٹانگ کو پیچھے لے جاتے ہیں اور اُلٹے ہاتھ سے پاؤں کا انگوٹھا پکڑ لیتے ہیں، اور اُلٹے پاؤں سے کھڑا ہوتا ہے۔ اور ایک دوسرے کو ہاتھوں سے پکڑ رکھا ہوتا ہے۔ پختونوں کی اصطلاح میں اسے 'گوئی' کہتے ہیں۔ اور جب مخالف کھلاڑی کو گرا دیتے تھے تو اُس کے طرف والے بڑے اُسے کندھوں پر اُٹھا کر اُس پر پیسے نچھاور کر دیتے تھے۔ پختونوں کے شغل کا ایک کھیل یہی سخے ہے۔ اس کے بارے میں پشتو قبایلی کے کھیل کے مصنف یوں رقمطراز ہیں:

> کھیل شروع ہونے سے پہلے کھلاڑی مٹی کا ایک ڈھیر بنا لیتے ہیں۔ پہلے سے یہ شرط لگا دی جاتی ہے کہ سخے کا کھلاڑی مقرر تعداد تک اِس ڈھیر پر پاؤں رکھے گا۔ اگر کھلاڑی جلد کھیل ختم کرنا چاہے تو پھر کم از کم تعداد مقرر کی جاتی ہے یہ تعداد دس یا زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔۸

۷- دَچاڈ کوشی خاوری

یہ کھیل شام کی تاریکی میں کھیلا جاتا ہے۔ اس میں ایک بچے کی آنکھوں پر پٹی باندھی جاتی ہے اور اس کے اردگرد دوسرے بچے چکر لگاتے ہیں، اور زور سے یہ آوازیں لگاتے ہیں کہ کس کے

کوچے کی خاک چاہیے۔ جب وہ بچہ کسی ایک کوچے کو پکارتا ہے تو سارے بچے بھاگ کر اُس کوچے کی طرف جاتے ہیں اس بارے میں ڈاکٹر یاسین اقبال یوسفزئی لکھتے ہیں:

لوگ تو ہمیں تہذیب کے کئی پیمانوں سے آشنا کرانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن تہذیب یافتہ قوم کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے اردگرد کے ماحول اور اس میں بسنے والوں کی زندگی سے باخبر ہوتا ہے"[۹]

۸- شلغاتی

اس کھیل میں دونوں طرف بچے ہوتے ہیں جو گلی کوچوں میں بٹ جاتے ہیں اور درختوں، دیواروں اور پتھروں پر کوئلے سے لکیریں کھینچتے ہیں۔ جب وہ لکیریں مکمل کر لیتے ہیں تو دوسری طرف کے بچوں کو آواز دیتے ہیں کہ ''شلغانی تو پانڑی'' اور اس آواز کے ساتھ ہی دوسری طرف کے بچے دوڑے آتے ہیں اور مخالف ٹیم کی کھینچی ہوئی لکیریں گنی جاتی ہیں۔ جس نے زیادہ لکیریں لگائی ہوں وہ ٹیم جیت جاتی ہے اور مخالف ٹیم کے خلاف تالیاں بجائی جاتی ہیں۔ اس کھیل میں بچوں کا ذہن حساب کتاب کے عمل میں تیز دکھائی دیتا ہے۔

۹- آنگے مل دے شوک دے

یہ پختونوں کا ایک قدیم کھیل ہے۔ اس کھیل میں دو ٹیمیں ہوتی ہیں اور ہر ٹیم کا اپنا لیڈر ہوتا ہے۔ لیڈر کسی ایک شخص کو کہیں چھپا دیتا ہے اور اُن کو آواز دیتا کہ ''انگے مل دے شوک دے'' ٹولو روستو[۱۰]۔ یہ ایک مشہور پشتو مثل بھی ہے۔ اگر پوچھنے والا درست نام بتا دے تو ٹھیک ورنہ وہ شخص تب تک بیٹھا رہتا ہے جب تک درست نام نہ بوجھا جائے۔

۱۰- کوتی لال

کوتی لال ایک مشہور کھیل ہے۔ اس میں اکثر بہت سے بچے شرکت کرتے ہیں۔ اس میں ایک بچہ درخت کے اردگرد چکر لگاتا ہے اُس کے ہاتھ میں ایک چادر ہوتی ہے جسے ڈبلی کہتے ہیں۔ دوسرے بچے اس سے آگے آگے گھومتے ہیں اور اُس بچے کے وار سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ کتابوں میں آیا ہے کہ یہ کھیل بہت سے امراض دانتوں کی بیماریاں، تشنج، وغیرہ کا علاج ہے۔ پشتونوں کی اصطلاح میں ایک مشہور مثل بھی ہے کہ (ترجمہ) اگر یہ خوبصورتی میں باوفا ہوتا تو کوئی لال بازار میں فروخت ہوتا۔[۱۱]

۱۱- گیرنا گیر

اس کے بارے میں پشتون قبائل کا مصنف کہتا ہے:

''یہ ایک کھیل ہے جس میں کم از کم تین کھلاڑی ہوتے ہیں اور زیادہ تعداد کا کوئی اندازہ نہیں جو کھلاڑی قرعہ جیتے وہی گیند کو ہوا میں اُچھالتا ہے کھلاڑی اُسے پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ لڑکا گیند کو ہوا میں پکڑتا ہے وہ تب تک کوشش کرتا ہے جب تک گیند زمین پر نہ گرے۔ زمین پر گیند گرنے کی صورت میں پہلا لڑکا جس نے پہلے گیند کو ہوا میں اچھالا تھا وہی اسے اٹھائے گا''[۱۲]

۱۲- نخہ ویشتل

یہ پختونوں کا ایک تاریخی مشغلہ ہے۔ یہ خوشی کے موقعوں پر یا قومی دنوں کے موقعوں پر کھیلا جاتا ہے۔ جوان لڑکے ایک میدان میں جمع ہو جاتے ہیں اور میدان کے درمیان یا کسی درخت میں کوئی چیز لٹکا دیتے ہیں پھر یہ نخہ مختلف طریقوں سے نشانہ بنایا جاتا ہے جیسے غلیل، گوپھن، تیر یا آج کل اسے بندوق سے نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ایسی طریقے سے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

خلق چی نخہ ڈلی گوری ورتہ
تا چی تحی پٹ کڑلو گزار دے او کڑو[۱۳]

ترجمہ: لوگ جب نشانے پر نشانہ لیتے ہیں تو اُسکی طرف غور سے دیکھتے ہیں جب کہ تم نے اس کے خلاف کیا مُنہ چھپا کر وار کیا۔

اس کھیل کو تقویت دے کر ہمارے جوانوں کی عسکری اور فوجی قوت کو دوام بخشا جا سکتا ہے۔

۱۳- ښکار

شکار پشتونوں کے مختلف علاقوں میں مختلف طریقوں سے ہوتا ہے۔ لیکن ہر پشتون شکار پسند ہوتا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پختون بڑی بہادر اور سخت قوم ہے۔ شکار کے لفظی معنی ہے تلاش کرنا۔ اصطلاح میں شکار اس عمل کو کہتے ہیں کہ ایک فرد یا گروہ جانوروں اور پرندوں کو پکڑنے اور حلال کر کے مارنے کے لیے جنگل کی طرف نکلتا ہے جس قسم کا بھی شکار ہو حاصل کرتا ہے چاہے وہ شکار تفریح کے لیے ہو یا گوشت حاصل کرنے کے لیے اُسے شکار کہتے ہیں۔[۱۴]

مختلف چیزوں کا شکار کیا جاتا ہے جیسے بٹیروں کا شکار، مچھلیوں کا شکار، خرگوشوں کا شکار، تیتروں کا شکار وغیرہ اور اس طرح بہت سے دوسرے شکار۔ شکار کے بارے میں خوشحال خان خٹک اپنی

تصنیف دستار نامہ میں رقمطراز ہیں۔ خشکی اور تری دونوں کا شکار حلال ہے جب شکار کی فطرت عالی ہو تو شکار پسند آتا ہے وہی لوگ شکار کو پسند کرتے ہیں۔ نواب لوگوں کے لیے شکار لازم ہے۔ نواب شکار کے لیے اور شکار نواب (امیر) کے لیے ہے۔ شکار کے استعمال میں جنگ آسمان سے سیکھی جاتی ہے[۱۵]۔ شکار کا ذکر عالی قدر خوشحال خان خٹک نے بہت زیادہ کیا ہے۔

ما دَسو لوبنکار کا وۂ هوسیٔ می بنکار کڑہ

زما رزق بہ کلہ تلۂ دَبل ترکو مئ

ترجمہ: میں خرگوش کے شکار کے لیے نکل گیا کہ بارہ سنگھا ہاتھ آ گیا۔میرے نصیب میں لکھا ہوا رزق کب کسی کے خلق کے نیچے جا سکتا ہے۔

یو دبنکار بل دَکتاب بل دَ دلبرو

یہ جھان کسی نوری نۂ شوی دا دری مینی[۱۶]

ترجمہ: دنیا میں میں نے تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز کے ساتھ محبت نہیں کی ہے۔ ایک شکار دوسری کتاب اور تیسری چیز خوبصورت لوگ ہیں۔

۱۴- کچی ڈنڈے

یہ بچوں کا ایک پُرانا اور دل پسند کھیل ہے۔اس میں تعداد کی پابندی نہیں۔ اس کو اکثر علاقوں میں گلی ڈنڈا بھی کہتے ہیں۔ اس بارے میں ذبیح اللہ لکھتے ہیں ''گلی ڈنڈا کا کھیل لکڑی کے دو ڈنڈوں پر کھیلا جاتا ہے۔ ایک ڈنڈا بڑا جو مارنے کے واسطے استعمال ہوتا ہے اور دوسرا چھوٹا جسے مارا جاتا ہے۔ چھوٹے ڈنڈے کی لمبائی تقریباً ۹ انچ ہوتی ہے اور دونوں سرے اس کے نوکیلے ہوتے ہیں جو آسانی سے مارے جاتے ہیں''[۱۷]

۱۵- ٹالونہ اور ٹوپونہ

ٹالونہ اکثر گھروں کے اندر بچوں کے لیے باندھے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بلند درختوں میں بھی ٹال باندھے جاتے ہیں اور ٹھنڈی چھاؤں میں اس پر جھولا جھولتے ہیں۔ اسی طرح اچھل کود میں پختونوں کا ایک مشغلہ رہا ہے جب فصلوں کو تیار کرتے ہیں تو اُس میں بچے اُچھل کود کرتے تھے یہ ورزش کا ایک ذریعہ بھی تھا۔

۱۶- سرہ دندلے

اکثر سردیوں کی راتوں میں جوان اور مست لڑکے دوسرے لڑکوں کو ایک دوسرے کے اوپر گرا دیتے تھے، اور ایک دوسرے کے کندھوں پر چڑھا دیتے تھے۔ اگرچہ ایک خطرناک کھیل تھا لیکن کھلاڑی خطروں سے بے نیاز ہو کر اسے شوق سے کھیلتے تھے۔

۱۷- ڈنڈے پنڈوس

یہ وہ کھیل ہے جس میں بچے چیتھڑوں سے ایک گیند بنا لیتے تھے اور ایک ڈنڈے سے اُسے مارتے تھے۔ دوسرے بچے ہوا میں گیند پکڑنے کی کوشش کرتے تھے۔ ہاکی کا بین الاقوامی کھیل اس کے وجود سے نکلا ہے۔

۱۸- میرا ڈبی

راقم الحروف نے اس بارے میں ایک جگہ لکھا ہے کہ:

> یہ کھیل گمبت (مردان) کے علاقے میں کھیلا جاتا تھا اور اب بھی کہیں کہیں اس کا وجود باقی ہے۔ اس کھیل میں تعداد کی حد مقرر نہیں اکثر مشترکہ طور پر کھیلا جاتا ہے۔ یہ کھیل دو گروپوں کے درمیان ہوتا ہے۔ ایک لڑکے کے پاس ایک لکڑی ہوتی ہے اور دوسری طرف والا اُسے گیند پاس کرتا ہے تین بار ایسا کرتا ہے اور وہ زور سے گیند مارتا ہے گیند جس طرف جاتی ہے تو دوسری طرف والے لڑکے اُس جانب دوڑ لگاتے ہیں اور بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو واپس میدان میں لاتے ہیں۔ یہ کھیل کئی کئی دن تک کھیلا جاتا ہے اور اسی دوران مخالف ٹیم کی باری بھی نہیں آتی۔ یہ کھیل گمبت کے صحرا میں کھیلا جاتا ہے۔[۱۸]

۱۹- کانکی وک (پتنگ بازی)

بہار کے موسم میں جب موسم خوشگوار ہوتا ہے اور ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں، اس دوران جوان کانکی وک (باڈیوہ) اُوپر ہوا میں معلق کرتے ہیں۔ کانکی وک کو بعض علاقوں میں گوڈیٔ بھی کہتے ہیں، اس کا تار کیمیکل سے بنا ہوتا ہے یہ اسکے ذریعے ہوا میں بلند ہوتا ہے۔

یہ کھیل عالمی سطح پر بھی کھیلا جاتا ہے۔ پنجاب میں تو اس کھیل نے اب روایت کی شکل اختیار کی ہے، اور فروری کے مہینے میں بسنت کے نام سے کھیلا جاتا ہے۔

۲۰- بیلوری

یہ کھیل بڑے اور عام کھلے میدانوں میں بھی کھیلا جاتا ہے۔ اکثر بچے جمع ہو جاتے ہیں اور زمین پر ایک چھوٹا سا گڑھا کھودتے ہیں اس کو فیل کہتے تھے۔ پھر بچے بیلوری کو جول میں ڈال کر اس کو زمین پر پھینک دیتے اور شہادت کی انگلی سے دوسرے بیلوری پر مارتے تھے۔ اس میں بھی کئی اقسام ہیں جیسے فیل گچ گوتی، جفت طاق وغیرہ۔ اسی کھیل سے بین الاقوامی کھیل کیرم بورڈ نے جنم لیا ہے۔

۲۱- چیچلی، اچی یا نہہ نگاری

یہ کھیل چار افراد سے کھیلا جاتا ہے اس میں چار بانس (نل) ہوتے ہیں جو کہ چار انچ کے ہوتے ہیں۔ یہ بانس (نل) درمیان سے کٹا ہوتا ہے۔ اس بارے میں لکھتے ہیں:

> یہ کھیل اس طرح شروع ہوتا ہے کہ چاروں نل ایک دائرے کے اندر سے ایسے طریقے سے لڑھکائے جاتے ہیں کہ اگر تینوں کے باہر کے چاروں سرے دائرے سے باہر ہوں تو پھر کھلاڑی اپنی جگہ سے دائرے کی لکیر پر چار بالشت آگے جاتا ہے اور اگر تینوں نلوں کے چاروں اندرونی کنارے اوپر یا باہر آئیں تو پھر انگوٹھی اور انگشت شہادت کے فاصلے کے برابر آگے جائیں اور اگر دو پیچھے اور دو آگے کرے تو پھر اگلا فاصلہ طے کرے گا۔ اسی طرح جس کھلاڑی نے دائرے کا چکر پہلے پورا کیا وہ بادشاہ کہلاتا ہے۔ دوسرے نمبر پر آنے والا وزیر تیسری پوزیشن والا کوتوال اور آخری نمبر پر آنے والا چور متصور ہوتا ہے اور پھر بادشاہ چور کو دو گرم اور چار نرم یا دو نرم چار گرم ضربیں اُنگلیوں سے مارے گا۔[۱۹]

۲۲- بیلوں کی دوڑ

یہ کھیل سال میں دو دفعہ کھیلا جاتا ہے۔ یعنی بہار اور خزاں کے موسم میں۔ اس کھیل کے لیے زمیندار لوگ سال بھر بیلوں کو تیار کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ دو بیلوں کو جوڑا جاتا ہے گاؤں کے بزرگ اس موقع پر موجود ہوتے ہیں اور ہار جیت کا فیصلہ وہی کرتے ہیں۔ بیلوں کے پیچھے ایک شخص سہاگے پر کھڑا ہوتا ہے اور ایک مقررہ نشان تک دوڑ لگاتا ہے اس دوڑ میں اناڑی بیل راستے سے ہٹ جاتے ہیں اور جوا توڑتے ہیں تو وہی بیل ہار جاتا ہے۔

۲۳- دوسی

یہ کھیل دو چار افراد سے کھیلا جاتا ہے۔ اس کے کھیلنے کا طریقہ اس طرح ہے کہ زمین یا تختے پر مربع شکل کی لکیریں کھینچی جاتی ہیں اور اس کے کونوں پر خانے بنائے جاتے ہیں۔ ہر ٹیم اپنے لیے

چھوٹی چھوٹی پتریاں (گٹی) چن لیتے ہیں۔ اس کھیل میں ذہن اور سوچ سے کام لیا جاتا ہے۔ کھیلنے والا ایک ایک گٹی پھینکتا ہے جو خانوں کی جانب ہوتا ہے جو شخص گٹیاں ختم کرتا ہے پھر خانے شمار کیے جاتے ہیں گنتی کی بنیاد پر ہار جیت کا فیصلہ ہوتا ہے۔

۲۴- لڈو

آج کل یہ کھیل بہت عام ہے اکثر اسے لوگ حجروں، دوکانوں اور میدانوں میں کھیلتے ہیں۔ یہ دو اور چار لوگوں سے کھیلا جاتا ہے۔ اس میں چار خانے ہوتے ہیں اور ہر خانہ کا اپنا رنگ اور گٹیاں ہوتی ہیں۔ گٹیاں ختم ہوتے ہی ایک ایک شخص اُٹھتا ہے آخر میں رہ جانے والا بادشاہ کہلاتا ہے۔

۲۵- لڑکیوں کے کھیل

جس طرح پشتون علاقوں کی اپنی اپنی روایات میں جو الگ الگ انداز کھلتے ہیں اس میں عورتوں مردوں نے بھی اپنی تہذیب مختلف کھیلوں کے ذریعے زندہ رکھی ہوئی ہے۔

لڑکیوں میں چند مقبول کھیل درج ذیل ہیں۔

(ا) چینڈرو

یہ لڑکیوں کا ایک اہم کھیل ہے۔ لڑکیاں زمین پر مستطیل شکل میں لکیریں کھینچتی ہیں اور پھر اس میں ۱۰ خانے بناتی ہیں۔ پھر ٹوٹے ہوئے برتن یا باریک پتھر سے چھوٹی ٹیکری بنا لیتی ہیں جو اس کھیل کا جز لاینفک ہے۔ لڑکیاں اس ٹیکری کو کبھی سامنے اور کبھی پیچھے کی طرف پھینکتی ہیں اور پھر الگوڈی مار کر خانوں میں چھلانگ لگاتی ہیں لیکن لکیر سے بچ کر اور ٹیکری آگے آگے جاتی ہے جب پاؤں لکیر پر آ جائے تو اسکی باری ختم ہو جاتی ہے اور پوائنٹ ضائع ہوتا ہے۔

دَ چینڈرو پہ کور کو کنمی الگوڈے دے
ژوند پہ ھر قدم گرکی دہ بزیہ خیال حہٗ
کہٗ دی بنیہ پہ کیربنے کنبوہ لاری اوسوی
دغہ دوہ سترکی خلور کرہ پہ کمال حہٗ ۲۰

ترجمہ: چینڈرو کے خانوں میں الگوڈی مار کر چلنا ہے۔ اسی طرح زندگی بھی قدم قدم پر احتیاط سے چلنے کا نام ہے۔

جس طرح چیندرو میں لکیر پر پاؤں آنے سے باری ختم ہوتی ہے اسی طرح زندگی میں بھی بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

(۲) کوٹنی کول

یہ بھی لڑکیوں کا ایک پسندیدہ کھیل ہے۔ اس میں ایک سبق کا درس ہے کہ گھر کو کس طرح آباد رکھنا ہے۔ اس کھیل میں چھوٹی چھوٹی بچیاں ٹوٹے پھوٹے ٹیکریوں اور برتنوں سے گھر کا سامان بناتی ہیں اور لڑکیاں گڈی بھی بنا لیتی ہیں۔ بچیاں بڑوں کی طرح ایک دوسرے کے گھروں میں آتی جاتی ہیں اور خوشی غمی کرتی ہیں۔

(۳) میر گائی

یہ لڑکیوں کا ایک اہم کھیل ہے جو اکثر سردیوں کے موسم میں کھیلا جاتا ہے۔ لڑکیاں گول دائرے میں بیٹھتی ہیں اور پتھروں سے چھوٹی گٹیاں بناتی ہیں اور ساتھ ساتھ چھوٹا سا گیند بھی ہوتا ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ بال ہوا میں پھینکتی ہیں تو گٹیاں اس دوران ایک ایک اُٹھاتی ہیں اور جب گیند زمین پر آتی ہے.تو گٹیاں ہوا میں اچھالتی ہیں۔ اور جب اس دوران غلطی ہو جائے تو اُس کی باری ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پوائنٹ اسکور کرتی ہیں۔

(۴) اکو بکو

یہ کھیل زیادہ تعداد سے کھیلا جاتا ہے۔لڑکیاں قطار میں کھڑی ہوتی ہیں، ایک بڑی لڑکی یہ شعر سناتی ہے۔

اکو بکو سیندر دکو-غوامی لاڑہ پہ تریکو
اباسین بیلے بیلے جینکئ خورے ورے[۲۱]

جس لڑکی پر گیت کا آخری لفظ ورے آ جائے وہ لڑکی چور ہوتی ہے وہ بھاگ جاتی ہے اور دوسری لڑکیاں اُسے پکڑنے کے لیے دوڑ لگاتی ہیں۔

(۵) تپ تپا نڑے

اس کھیل میں لڑکیاں گول دائرے میں بیٹھتی ہیں اور شریک ہو کر یہ گانا گاتی ہیں۔

تپ تپا نڑیا تی وزلو نڑیا-چرکہ ماموئخ اونیسوئ غوگ[۲۲]

اس کے ساتھ ہی بچیاں ایک دوسرے کے کان پکڑ کر مشترکہ طور پر اُٹھتی ہیں۔

(۶) پٹ پٹونے (آنکھ مچولی)

یہ کھیل پچھلے زمانے سے دوام رکھے ہوئے ہیں۔ اس کھیل میں ایک لڑکی کی آنکھوں پر پٹی باندھتے ہیں یا دیوار کی طرف اسے کھڑا کر دیتے ہیں، دوسری بچیاں چھپ جاتی ہیں اور اُسے آواز دیتی ہیں، آپانی۔ آواز کے ساتھ بند آنکھوں والی لڑکی دوسری لڑکیوں کو پکڑنے کی کوشش کرتی ہے۔

(۷) رسی ٹپ

یہ کھیل بہت ہنرمندی کا کھیل ہے۔ اس کھیل میں بچے ہوا میں اپنے وجود کے گرد رسی گھماتے اور چھلانگیں لگائی جاتی ہیں۔ اس کھیل سے بدن چست و تیز ہوتا ہے۔ یہ ورزش کا ایک بہترین طریقہ بھی ہے۔

(۹) عید رات کی خوشیاں منانا

یہ ایک روایت چلی آ رہی تھی کہ چاند رات کو چھوٹے چھوٹے بچے بچیاں، محلوں اور گلیوں میں جمع ہوتے، خوشی کے نعرے لگاتے اور اپنے محلوں اور گلیوں کی صفائی کرتے تھے اور ہنسی مذاق اور دوڑ لگاتے تھے۔ کوئی روشنی کا انتظام کرتا، کوئی خوراک کا۔ ساری رات باتیں کرتے تھے اور عید کی رات خوشی خوشی گزارتے تھے۔ کچھ بچے بچیاں گھروں سے مٹی کے ٹوٹے ہوئے برتن لا کر سڑک پر توڑتے تھے۔ آواز کے ساتھ ہی وہ بھی خوشی کے نعرے لگاتے اور تالیاں بجاتے۔

خلاصۂ کلام:

اس تحقیق کا اصل مقصد یہ ہے کہ شاید ہم اپنا ثقافتی اثاثہ برقرار رکھ سکیں۔ آج کل ہماری نوجوان نسل اس قسم کے کھیلوں سے ناواقف ہے اور اگر اسی طرح یہ نسل ناواقف رہ گئی تو یہ ہمارے لیے بدبختی کا باعث ہو گی۔ کیونکہ یہ قومی کھیل ہیں جس میں پشتونوں کی اجتماعی زندگی کے قواعد موجود ہیں اور بزرگوں کا حکم ماننا، تعمیل کرنا، صبر، استقامت، غیرت سب کچھ ان کھیلوں میں نظر آتا ہے۔

یاسین اقبال لکھتے ہیں:

> اگر ہم ان کھیلوں کو غور سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو ہمارے بزرگوں کی ہوشیاری پر دلالت کرتے ہیں۔ ہمارے بزرگ بڑی ہوشیاری سے ان کھیلوں کے ذریعے اپنے چھوٹوں کی عمدہ تربیت کرتے تھے۔[۲۳]

حوالہ جات

۱- پختونوں کے لوک رقص، ص ۵۸۔

۲- پښتو بې دماشو مانو سندرې،ص ۴۱۔

۳- خوشحال اور فوک لور،ص ۱۳۔

۴- پشتون اور مادی فوک لور،ص۸۔

۵- دپښتو روایتي لوبې او دَهغې اهمیت،ص ۲۸۔

۶- داور خان داوُد کے ساتھ زبانی بات چیت

۷- ظفر اللغات،ص ۹۱۲۔

۸- پشتون قبائل کے کھیل،ص ۴۸۔

۹- پښتو رواتي لوبې او دَهغې اهمیت،ص۲۶

۱۰- روهي متلونه،ص ۴۹۔

۱۱- روهي متلونه،ص۱۲۵۔

۱۲- پشتون قبائل کے کھیل،ص ۶۵۔

۱۳- دیوانِ خاطر،ص ۵۵۲۔

۱۴- عوامی شکار اور اُس کے طریقے،ص۱۵۔

۱۵- دستار نامہ،ص۴۵۔

۱۶- کلیات خوشحال،ص ۴۸۸۔

۱۷- باڈرلائن،ص۲۸۔

۱۸- رسالہ شاہ تار،ص ۲۶۔

۱۹- پشتون قبائل کے کھیل،ص ۳۰۔

۲۰- دَبید یا گلونہ،رسا،ص۱۶۔

۲۱- پښتو فوت لورنی،ص۴۳۔

۲۲- دبا شومانو سندرے،ص۷۶۔

۲۳- دپښتو روایتي اور علاقائی لوبې،ص۱۴۔

کتابیات

۱- دَپښتو روایتي لوبې او دَهغې اهمیت، ڈاکٹر یاسین اقبال یوسفزئی،۲۰۰۹۔

۲- پشتون قبائل کے کھیل، سلمٰی نسیم، شاہد نسیم،۲۰۰۸، پشتو اکیڈمی بہ اشتراک لوک ورثہ، اسلام آباد۔

۳- خوشحال اور فوک لور، پروفیسر داور خان داؤد، پشتو اکیڈمی۔

۴- پښتو فوک لور کښې اڑ، پروفیسر داور خان داؤد، پشتو اکیڈمی۔

۵- دَبید یا کلونہ،سید رسول ......،اشاعت سرحد،پشاور۔

۶- عوامی شکار اور اُس کے طریقے، سلطان سیفور خان، میاں خیل، ۲۰۰۸، پشتو اکیڈمی، لوک ورثہ۔

۷- پختونوں کے لوک رقص،امین ......۔

۸- ظفر اللغات، میاں بہادر شاہ ظفر کاکا خیل،یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور۔

۹- پشتون اور مادی فوک لور، قاضی حنیف اللہ حنیف،۲۰۰۸ء، پشتو اکیڈمی، لوک ورثہ۔

۱۰- کلیات خوشحال، مؤلف دوست محمد خان کامل، ادارہ اشاعت سرحد۔

۱۱- بہ پښتو کښې دَما شو مانوسندرے، پروفیسر محمد نواز طائر، پشتو اکیڈمی،۱۹۸۸ء۔

۱۲- کلیات خاطر،مصری خان خاطر آفریدی۔

۱۳- دستار نامہ، خوشحال خان خٹک۔

۱۴- شاہ تار مجلہ،باچا خان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اکتوبر، دسمبر ۲۰۱۱ء۔

۱۵- بارڈر لائن مجلہ، پښور۔